

دعواتِ ارواح و قبور



اہل غراب کے لیے چاہیے کہ وہ قبر کے پاس سو جائے اور اگر اہل دل ہو تو مراقبہ کرے اہل عیاں ہے تو اسے روحانی ظاہری طور پر ملاقات کر کے اس کی مدد کر دے گا اور اس کے کام کو حل ہوتے ہوئے دکھا دے گا۔ دعوت القبور کا عمل پاکستان میں صرف طریقہ قادریہ سروریہ میں ہے اور کسی خاندان کو اسکی توفیق نہیں ہے اور نہ ہی اس عمل کو کوئی دوسرا خاندان کر سکتا ہے۔ دوسرے سلسلہ والے صرف کشف القبور کر سکتے ہیں کیونکہ دعوت القبور میں روحانی کو مسخر اور مطیع کر لیا جاتا ہے اور یہ عمل جان جو کموں کا کام ہے۔ یہ صرف اس حالت میں کرنا چاہیے جب کسی عامل کی اجازت ہو یا آدمی خود عامل کامل و اہل ہو۔

علم دعوت ارواح

کشف القبور کا طریقہ تو تقریباً تمام ادویائے کرام سے ہر سلسلہ میں مشہور و معروف ہے لیکن دعوت القبور کا طریقہ صرف حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سترہ کی دریافت ہے آپ کی تصانیف میں اس کا بہت ذکر موجود ہے اور آپ ہی کے سلسلہ قادری سروری کے خلفاء و مریدین میں بیشتر حضرات کو فتح باطنی سے اس پر مکمل تصرف حاصل ہے چنانچہ میرے پیشوا اور روحانی مربی حضرت فقیر نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس عمل دعوت القبور میں بڑی کامل و شرس حاصل تھی اسی لیے ہمارے دارالعلوم جامعہ سوفیہ پناہ کے شریف میں دعوت القبور کو حاصل کرنے اور اس طریقہ سے فیضان روحانی پانے پر مہم کر لیا جاتا ہے حضرت قبلہ فقیر صاحب قدس سرہ اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے کہ دعوت القبور کا طریقہ اور شاہدہ تو میں نے سمجھ مکمل کر دیا ہے اب کوئی ایسی صورت ہو کہ ایک جگہ زیر زمین کھود کر بنائی جائے اور اس میں اس قسم کا طریقہ کار اختیار کیا جائے آپ ہر روح کو اس جگہ بلا سکیں گے نہ کسی قبر پر جانے کی ضرورت رہے گی اور نہ ہی دور دور کے تکلیف زدہ سفر اختیار کرنا پڑیں گے چونکہ اکثر ادویائے کرام کی قبور دوسرے ممالک میں موجود ہیں۔ پھر اس زمانہ میں پاسپورٹ اور ویزا کی پابندیوں اور بے شمار دشواریوں سے بھی جو راستہ میں مجبوراً اختیار کرنی پڑتی ہیں، جان چھوٹ جانے لگی۔

چنانچہ حضرت فقیر صاحب کی ہدایات کے مطابق مجالس دعوت الارواح شروع کی گئیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اس میں دعوت القبور سے بھی زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے، اس کی

پوری تفصیل آگے آئے گی۔

بیداری میں اولیاء اللہ کی زیارت

بیداری میں فوت شدہ اولیاء اللہ کو دیکھنے کی دو صورتیں ہیں: ایک تو یہ ہے کہ انسان زیارت و عبادت کے ذریعہ اپنی رُوح کو اس قدر صاف کر لے کہ اس کا وجود بشری بھی لطیف اور رقیق ہو جائے یعنی حجابات بشریہ اور ظلمات نفسانیہ ختم ہو جائیں اور وہ انسان عین العیانی ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فوت شدہ ولی اللہ اپنے اثری وجود یعنی رُوح کو کسی مادی وجود میں تبدیل کر لے تو انسان بیداری میں ان کا دیدار کر لیتا ہے کیونکہ رؤیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک عنصر دوسرے عنصر کے موافق ہو اگر رُوح روحانی صورت میں ہے تو ہمیں جسم کو رُوح میں تبدیل کرنا ہوگا یا ہم جسم میں ہیں تو رُوح کو ظاہری جسم کا لباس اوڑھنا ہوگا پھر ہی رؤیت ہو سکتی ہے البتہ ایک فرق ان دونوں صورتوں میں باقی رہے گا کہ پہلی صورت میں دیکھنے والے کا کمال ہوگا اور دوسری صورت میں دکھانے والے کا کمال ہوگا لہذا پہلی صورت میں دیکھنے والا صاحب کمال ولی اللہ صاحب کرامت ہوگا اور دوسری صورت میں دکھانے والا صاحب تصرف کامل و مکمل ولی اللہ ہوگا۔

ظاہری آنکھوں سے عالم ارواح کی سیر

جب قلب کی صفائی کا آخری درجہ ہوتا ہے تو رُوح میں اس قدر لطافت پیدا ہو جاتی ہے کہ ادویائے سابقہ کی رُوحیں عالم بیداری میں سامنے آ جاتی ہیں ساکب ایک قبر پر کھڑا ہوتا ہے یا اپنی خاص خلوت گاہ میں ہوتا ہے تو رُوح اپنی ذیوی صورت میں آکر سامنے کھڑی ہو جاتی ہے ساکب جانتا ہے کہ مُردہ ہے یا رُوح ہے لیکن ایک ایک خط و خال دیکھ رہا ہے اس سے یہ نہ سمجھتا کہ حالتِ مراقبہ اور آنکھیں بند ہونے کی صورت میں یہ سب کچھ دکھائی دیتا ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ عین ہشیاری اور بیداری میں اپنے محبوب اولیاء یا اقرباء کی صورت دیکھ کر اشکِ محبت آنکھوں میں اُٹھ آتے ہیں۔ پہلے مقام میں تو یہ تھا کہ

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی ستر حق بر ما بخند

لیکن یہ وہ منزل نہیں بلکہ ان کے بند کرنے کی ضرورت نہیں یہ درگاہِ لم یزلی سے بند ہو چکے اور کثافتی حجاب دور ہو چکے اب جو کچھ دکھائی دیتا ہے حقیقت ہے اور جو کچھ زبان پر آتا ہے فی الواقع ایسا اس مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد **فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بَيْنُونَا** اللہ صادق آتا ہے۔ اس مقام پر ضروری نہیں کہ ادویاء اللہ کی رُوح کو ہی دیکھا جاسکتا ہے بلکہ ہر رُوح خواہ ارواحِ طیبہ میں سے ہو یا ارواحِ خبیثہ میں سے، سب کو یکساں دیکھے گا کسی نیک رُوح کو اچھی حالت میں دیکھے گا اور کبھی بد رُوح کو بُری اور معذب صورت میں بھی دیکھے گا کیونکہ یہاں دیکھنے والے کا کمال ہے۔

ہاں البتہ چونکہ وہ خود نیک صالح اور ولی اللہ ہے اس لیے اس کے پاس صرف نیک رُوحوں اور انبیاء و اولیاء کی ارواح کا نزول ہوگا اور وہ اگر کسی رُوح کو محبتِ جبری توجہ سے یاد کرے گا تو وہ رُوح فوراً حاضر ہوگی وہ اپنے برزخی مقام سے باہر اگر اہل دعوت سے ملاقی ہوگی اور اس کی رُوحانی امداد کرے گی۔

شیخ محمد طاہر لاہوریؒ کے پاس ارواحِ مقدسہ کا آنا

ملاطاہر لاہوریؒ حضرت شیخ محمد و العثمانیؒ کے خلفائے میں سے ہیں آپ کے حالات میں مفتی غلام سرور لاہوریؒ اپنی کتاب **خزینۃ الاصفیاء** میں لکھتے ہیں کہ آپ سرہند شریف سے خلافت لے کر لاہور آ گئے تو اپنے شیخ کی خدمت میں کئی خطوط تحریر کیے جن میں سے ایک خط کا مضمون مضمناً درج کیا جاتا ہے آپ نے سمجھا کہ آپ کی جدائی اور پھر لوگوں کی تعلیم و تربیت کا بوجھ جو میرے ذمہ ڈالا گیا تھا میں اس وجہ سے مغموم ہو کر مسجد کے گوشہ میں بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت خواجہ بہا الدین نقشبند کی رُوح پُر فتوح تشریف لائی اور آپ نے مجھے فرمایا کہ جو کام تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے اسے سرانجام دو چنانچہ :

اتشالا لمرہم و امرکم چند کس رامشغول منہم
مجلس گرم است و ارواح مشایخ عظام
فوج در فوج تشریف سے آرند و الطاف کثیرہ
میں نے آپ کے حکم اور خواجہ صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چند لوگوں سے مشغول اختیار کیا ہے مجلس بارونق ہے مشایخ کی رُوحیں فوج در فوج

مے فرمایند خصوصاً حضرت غوث الاعظمؒ و خواجہ
بزرگ نقشبندؒ و حضرت گنج شکرؒ و حلقہ ذکر و
نماز تشریف فرمائے شونہ و جناب رسالتماں
ہم با چند ہزار اصحاب نامدار تشریف آورہ رونق
افروز محفل مے شونہ و نوازشش ہا میفرمایند۔

تشریف لاتی ہیں اور بڑی مہربانیوں سے نوازی ہیں
خصوصاً حضرت غوث الاعظمؒ اور خواجہ بزرگ نقشبندؒ
اور حضرت گنج شکرؒ حلقہ ذکر و فکر میں تشریف لاتے
ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہزار ہا
صحابہ کرام سمیت تشریف لاکر محفل کی رونق و وباللا
کرتے ہیں اور بڑی کرم نوازیوں سے سرفراز فرماتے ہیں۔

اسی کتاب میں شیخ سعدیؒ (جن کے نام پر مزنگ میں سعدی پارک مشہور ہے اور وہیں ان کا
مزار بھی ہے) کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ مادر زاد ولی تھے اور انہیں ایسی طریقے سے حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل تھا؛

و بروحانیت ہر اونیا، کہ تو جہمی کردنی الحال حاضر
می شد و وے از روحانیت مشایخ عظام ہم
فائدہ عظیم یافت۔

اور وہ جس ولی کی روح کی طرف توجہ فرماتے وہی
حاضر ہوجاتی اور انہوں نے بڑے بڑے مشایخ کی
رُوحوں بہت فائدہ حاصل کیے۔

اسی کتاب میں علامہ عبدالغفور جرجانی مجددیؒ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ اور ان کے مریدین
بڑے صاحب کشف و کرامات تھے؛

ولقات بارواح موتی و ملائک و عالم جنیاں
ادنی کشف ایشاں بود۔

اور فوت شدہ کی ارواح سے ملاقات کر لینا اور
فرشتوں اور جنوں سے غنایہ ان کا ادنیٰ سا
کشف تھا۔

جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو یہی نہیں کہ وہ ارواح کو بھی دیکھتا ہے بلکہ وہ ہر چشم
روحانی ہر معنوی چیز کا ادراک کر لیتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس کے سامنے متجلی اور روشن ہوجاتی ہے۔
وَكَانَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ يَرَى
اور امام ابو حنیفہ قدس سرہ کو اس قدر روحانی بعیرت

فِي السَّادَةِ جَمِيعِ الْحُرُوفِ وَالْكَلِمَاتِ
وَالْعُلُومِ الَّتِي سَتَكْتَبُ مِنْهَا تَفْصِيلِيًّا
عَامِلٌ تَحِيَّ (مُكْرَهُ دَوَاتِ كِي سِيَا سِي مِيں ايسے تمام
حروف، کلمات اور علوم جو اس سے عنقریب لکھے
جانے والے ہوتے تھے مفصل دیکھ لیا کرتے تھے
حالانکہ دوسیا ہی ہوتی تھی۔

پھر روح کی یہ لطافت صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ روحانی انسان کے کانوں
میں بھی نور سماعت پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ ہر شخص کے سانس سے ان باتوں کو سن لیتا ہے
جو اس کے دل میں ہوتی ہیں۔

حضرت فقیر نور محمد کلاچوٹی کا نور سماعت

ایک مرتبہ میرے پروردگار فقیر نور محمد صاحب کلاچوٹی قدس سرہ نے فرمایا کہ فقیر کے لیے کشف
ایک معمولی اور ادنیٰ سی بات ہوتی ہے میں نے دیکھا ہے کہ جو انسان سانس لیتا ہے اور اندر سے کاربن
خارج کرتا ہے اس کے ساتھ اس کے خیالات بھی باہر آتے ہیں جنہیں مارن کامل کے کان سن لیتے ہیں
چنانچہ حضور ایک مرتبہ ایک گاؤں تشریف لے گئے چند درویش بھی آپ کے ساتھ تھے کھانا کھانے کے
بعد مشاء کی اذان ہوئی تو سب نے خاموش ہو کر اذان کو سنا حضور فقیر صاحب اس گاؤں میں پہلی
دفعہ تشریف لائے تھے اس لیے آپ کو کسی آدمی سے واقفیت نہ تھی آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں
نے اذان کے کلمات سنے ہیں اور مجھے اس کے ساتھ چند الفاظ اور بھی سنائی دیئے ہیں وہ یہ ہیں :
پارہ ، گندھاک ، املہ سار ، ٹہر تال ورتی ، قلمی شورہ ، نوشادر وغیرہ۔ درویشوں نے سمجھا شاید
موزن کوئی حکیم ہوگا آپ نے اس کے قلب کی باتیں سنی ہیں رات تو وہیں نماز ادا کی صبح کی نماز کیلئے
حضور مسجد میں تشریف لے گئے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد واپس قیام گاہ پر تشریف لائے تو گاؤں کے
امام مسجد نے دیکھا کہ کوئی فقیر اور درویش لوگ معلوم ہوتے ہیں وہ بھی قیام گاہ پر پہنچ گیا حضور لیٹ گئے
وہ امام مسجد آگے بڑھ کر حضور کے پاؤں دبانے لگا اور باتوں باتوں میں پوچھنے لگے کہ حضور آپ نے تو
بہت سیاحی کی ہوگی کوئی کمیہ گری کا نسخہ بھی ہاتھ آیا ہے یا نہیں ؟

آپ نے فرمایا کہ رات مشاء کی اذان تم نے پڑھی تھی ؟ اس نے کہا : جی ہاں ! میں نے ہی

پڑھائی تھی اور میں اس گلاؤں کا امام مسجد ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری اس بیماری کے متعلق پہلے ہی معلوم کر لیا ہے اور میں نے رات اپنے درویشوں سے کہا تھا کہ تمہیں تو اذان کے کلمات سنائی دے رہے ہیں اور میں ساتھ ساتھ چہارہ، قلمی شورہ، گندھک آملہ سار وغیرہ کے انفاذ بھی سن رہا ہوں چنانچہ یہ بات سن کر سب درویش کھل کھلا کر ہنسنے لگے۔

ارواح کا مجسم ہو کر ویدار کرنا

دوسری صورت رویت ارواح کی یہ ہے کہ روح خود مجسم ہو کر سامنے آجائے اب اس میں ضروری نہیں کہ روحانی آدمی ہی اسے دیکھ سکتے ہیں بلکہ عام آدمی بھی ویدار کر سکتا ہے اس قسم کے سینکڑوں شواہد مقبرہ کتابوں میں موجود ہیں چند ایک عرض کرتا ہوں:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دادا صاحب کا مجسم ہو کر آنا

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والد من شہید شدہ بود اعیاناً برائے من
متجسسے شدند و از اخبار حال و مستقبل خبر
میرے والد صاحب شہید ہوئے تھے کبھی کبھی وہ
مجسم ہو کر آتے اور مجھے حال و مستقبل کی خبریں
دیتے ہیں۔

چنانچہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

”میری ہمشیرہ بیمار تھی گھر کی عورتیں اس کے گرد یاس و فنوط کے عالم میں بیٹھی تھیں اور میں ساتھ کے کمرے میں تنہا سو رہا تھا یکایک میں نے دیکھا کہ حضرت والد صاحب مرحوم تشریف لے گئے فرمایا کہ لڑکی کو دیکھنے آیا ہوں ذرا اس کے اور عورتوں کے درمیان پردہ کرادو۔

میں نے اُٹھ کر مریضہ اور عورتوں کے درمیان چادر لٹکادی، حضرت والد صاحب آگے بڑھے مریضہ کے سر پر ہاتھ رکھا، دعا کی اور فرمایا: بیٹی تیری تکلیفیں ختم ہو گئیں ان شاء اللہ صبح کو تو اچھی ہو جائے گی۔ یہ کہا اور کمرے سے نکل گئے میں ان کے پیچھے پیچھے چلا تو آپ نے اشارہ سے روک دیا، اور چند قدم آگے چل کر نظر سے اوجھل ہو گئے میں حیرت و استعجاب سے کھڑا سوچتا تھا کہ حضرت کا

تو صدمہ سے انتقال ہو چکا ہے آج یہاں کیسے آگئے؟ اسی روز میری ہمیشہ کا بھی انتقال ہو گیا اور وہ حضرت والد صاحب کے فرمان کے بموجب طویل علالت سے نجات پا گئی۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس حضرت ابو ہریرہؓ کا محترم ہو کر آنا

فتاویٰ عزیزی میں لکھا ہے جب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سال تراویح میں قرآن مجید ختم کیا اچانک ایک شخص ذرہ بکتر سے آراستہ علم ہاتھ میں پکڑے ہوئے تراویح کے بعد تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ حضرت محترم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ یہ بات سن کر جملہ حاضرین اس کے قریب آگئے اور بہت حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے ان کا نام دریا کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا نام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج عبدالعزیزؒ نے قرآن پاک ختم کیا ہے ہم وہاں تشریف لے جاتیں گے مجھے کسی اور کام کے لیے جیسا ہوا تھا اس وجہ سے دیر ہو گئی، یہ فرمایا اور غائب ہو کر نظر سے روپوش ہو گئے۔

عالم بیداری میں حضرت سلطان العارفين سيدنا علي المرتضىؑ کی نوازش

آپ پہلی بار حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرفِ باریابی کا قصہ یوں بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کچن میں ایک وجیہہ بارعب نورانی شخص گھوڑے پر سوار میرے سامنے آئے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھالیا اور گھوڑے کو ایڑی لگا کر اڑا دیا میں نے اس سوار سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور مجھے کہاں لیے جا رہے ہیں؟ اس نے کہا: میں علی ابن ابی طالب ہوں اور میں تجھے بزمِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنے لے جا رہا ہوں کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو یاد کیا ہے بس تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ مجھے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر انوار میں پیش کر دیا اس وقت بزمِ نبویؐ میں جملہ انبیاء و مرسلین اور تمام صحابہ کبار

خصوصاً چار بار پنج تن پاک اور حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے پُر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب عالم کی طرح گُری صدارت پر جلوہ افروز تھے اور باقی خاصان اور پاکان بارگاہ نظام شمسی کی طرح آپ کے ارد گرد اپنے اپنے مخصوص مقام پر جلوہ گر تھے۔ حضرت عیلم صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مجھے گود میں لے کر سب حاضرین مجلس سے یوں گوبر فشاں ہوئے کہ یہ فقیر باہو ہمارا نوری حضور فی فرزند ہے اور سب حاضرین مجلس سے اس فقیر کو روشناس فرمایا اور خصوصاً چار بار نے مجھے باری باری گود میں بٹھایا اور پختن پاک اور حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال شفقت اور محبت پدرانہ کا اظہار فرمایا۔ اپنی توجہ اور فیض سے مشرف اور سرفراز فرمایا۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

اثناء عرصہ طلب و تلاش میں دوسری دفعہ ایک دن حضرت علی الرضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے دستگیری فرما کر مجھے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بزم خاص میں حاضر فرمایا جس وقت یہ فقیر اک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش ہوا تو اک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبسم ہو کر اپنا دست مبارک اس فقیر کی طرف بڑھایا اور ارشاد فرمایا خذْ بِيَدِي يَا وَلَدِي یعنی اے میرے فرزند! میرا ہاتھ پکڑ۔ چنانچہ اس فقیر نے حضور کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کے پاک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا اس وقت اک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فقیر کو خاص طور پر دستِ معیت فرما کر اپنی توجہ اور نگاہ خاص سے سرفراز فرمایا بعدہ میرا ہاتھ حضرت پیر محبوب سبحانی، قطب ربّانی، غوثِ صدیقی شاہ محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ہاتھ میں دے کر انہیں خطاب فرمایا کہ ہمارا خاص نوری حضور فی فرزند فقیر باہو ہے اسے آپ اپنے طریقے میں تلقین و ارشاد فرمائیں چنانچہ پیر دستگیر قدس سرہ نے بھی تلقین و ارشاد فرما کر اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا بعدہ حمد انبیاء و مرسلین اور اصحاب کبار خصوصاً چار بار پختن پاک اور حمد اولیاء کاملین حاضرین نے باری باری اس فقیر کو سینے سے لگایا اور اپنے فیض سے مشرف اور بہرہ یاب فرمایا، بعدہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے فرزند باہو! خلقِ خدا کے ساتھ ادا کردہ آخری زمانے میں بے مرشد اور بے پیر مجھو لے بیٹھے طلبوں کی رہنمائی کر لے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا قبر سے نکل کر غوثِ عظیم رضی اللہ عنہ سے ملنا

جزری بکر کوثر لعین ابوالعباس احمد بن شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی النعمان محمد ازہری حسینی نے، کہا کہ مجھے اپنے والد اور شیخ صالح بقیۃ السلف ابوالثنا محمود جیلانی نے کہا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے روضہ کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ امام موصوف قبر سے نکلے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا، ان کو خلعت پہنایا اور فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر بیشک میں تمہارے علم شریعت و علم طریقت و علم حال میں تمہارا محتاج ہوں۔

حضرت غوث بہار الحقؒ اور شاہ رکن عالمؒ کا

مولوی گل محمد صاحبؒ کی زیارت کچے لیے مجسم ہو کر آنا

حضرت سلطان حامد صاحب مرقع کتاب مناقبِ سلطانؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی گل محمد صاحبؒ کے خلیفہ سلطان دایہ کو آخری عمر میں دیکھا اُن سے مولوی صاحبؒ کی زندگی کے حالات پوچھے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن مولوی صاحبؒ باہر کی طرف جانکلے۔ میں بھی ان کے پیچھے سایہ کی طرح تمام دن دوڑتا رہا آخر شام کے وقت آپ ایک سرکنڈوں کی مسجد میں داخل ہوئے اور اندر اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو گئے۔ موسم بہار کا تھا، میں مسجد کے باہر دروازے پر بطور پاسبان لیٹ گیا پچھلی رات میں نے دیکھا کہ دو شخص نورانی شکل والے وہاں آئے انکے اور مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحبؒ مسجد کے اندر تشریف رکھتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں! جناب اندر ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہم مولوی صاحبؒ کی زیارت کے لیے آئے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے آپ کو اس وقت فرصت نہیں اس لیے ہم واپس جاتے ہیں ہمارا مولوی صاحبؒ سے سلام عرض کرنا۔ میں نے کہا آپ کون ہیں؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں بہاء الدین زکریا ملتانی (حضرت غوث

بہاء الحق) ہوں اور یہ دوسرے شاہ رکن عالم صاحب ہیں۔ اشراق کے وقت جب حضرت مولوی صاحب مسجد سے نکلے اور ایک طرف کو روانہ ہو گئے میں بھی آپ کے پیچھے روانہ ہو گیا آخر جب ایک جگہ آپ نے ذرا توقف کیا تو میں نے موقع پا کر رات والا ماجرا بیان کیا کہ رات کو غوث بہاء الحق اور شاہ رکن عالم آپ کی زیارت کے لیے آتے تھے اور آپ کو سلام دیتے تھے (یہ یاد رہے کہ غوث بہاء الحق اور شاہ رکن عالم چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں اور مولوی گل محمد صاحب سلسلہ قادریہ سرور پر سلطانہ کے خلفاء میں سے تھے اور بارہویں صدی ہجری میں گزرے ہیں) سلطان دایہ فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب نے میری اس بات کو بہت بے پرواہی اور بے اعتنائی سے سنا اور کچھ جواب نہ دیا گویا سنا ہی نہیں۔ پھر آپ چل دیئے اور پھر آپ جب کہیں ٹھہرے اور مجھے موقع ملا تو میں نے پھر وہی عرض کیا کیونکہ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کسی خیال میں تھے اور میری بات کو سنا ہی نہیں لیکن پھر بھی آپ نے منہ موڑ لیا اور کچھ جواب نہ دیا آخر جب تیسری دفعہ میں نے موقع پا کر پھر عرض کیا کہ جناب آپ میری بات کا کچھ جواب نہیں دیتے میں بار بار عرض کر رہا ہوں۔ اس پر آپ کھڑے ہو گئے اور میرے پیروں پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہوئے فرماتے گئے آپ کے قربان باؤں میں نے آپ کی قدر نہیں جانی آپ کے پاؤں چومنے کے قابل ہیں کیونکہ غوث بہاء الحق اور شاہ رکن عالم جیسے بزرگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں یہ باتیں آپ نے تفتن کے طور پر کچھ اس انداز سے کہیں کہ مجھ میں شرم و ندامت کے مارے دم مارنے اور آنکھ اٹھانے کی سکت باقی نہ رہی، پھر جب کہیں کچھ آدمی آپ کی زیارت کے لیے آتے اور آپ کی قدم بوسی کرتے تو آپ انہیں میری طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ پہلے اس بزرگ کی زیارت کرو اور اس کے قدم پڑو یہ ایسا شخص ہے کہ غوث بہاء الحق صاحب اور شاہ رکن عالم جیسے بزرگ ان کی زیارت کو آتے ہیں، چنانچہ اس طرح مجھے بہت دفعہ لوگوں کے سامنے شرمندہ اور شرمسار کیا آخر میں آپ کے قدموں پر پڑ کر بہت رویا اور عرض کیا کہ جناب میں نے بے وقوفی کی ہے آپ خدا کے لیے مجھے معاف فرمائیں پھر آپ نے مجھے معاف کر دیا اور اس بات کو پھر نہ دہرایا۔

امام عبدالوہاب شعرانی کی حضرت عیسیٰ سے بیداری میں ملاقات

ہمارا ایمان ہے اور تمام جمہور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور بحسب منصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ آپ کے جسید منصری کو روحی جسم میں تبدیل کر دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اب ظاہری زندگی کے باوجود ان کو کھانے پینے اور پہننے کی احتیاج نہیں۔ البتہ جب وہ اس عالمِ ناسوت کے اندر آخری زمانے میں مکمل طور پر دمشقِ مینار سے پر نزول فرمائیں گے تو روحی جسم کو جسید منصری میں تبدیل فرما کر تشریف لائیں گے۔ چونکہ چوتھے آسمان سے دمشقِ مینار پر آنے کے لیے ان کا روحی جسم ہو گا لہذا انہیں کسی قسم کی احتیاج نہ ہوگی لیکن مینار سے اُترنے کے لیے سڑھی طلب فرمائیں گے کیونکہ اب جسید منصری کے ساتھ بلند و بالا مینار سے اُترنے کے لیے سڑھی کی احتیاج ہوگی انبیاء علیہم السلام کو یہ طاقت عنایت کی گئی ہے کہ وہ جب چاہیں جسید منصری کو جسید روحی سے بدل لیں اور جب چاہیں جسید روحی سے جسید منصری میں تبدیل ہو جائیں اور یہ طاقت ادویاء اللہ کو بھی حاصل ہے، چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

وَأَمَّا السَّيِّدُ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَدَعَا إِلَى وَقَدْ مَنَى فَصَلَّيْتُ بِهِ
سَيِّدِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اذْكَرُ مَلَقَاتِ كَاذِبٍ كَرْتِ
إِمَامًا مَنَى صَلَوةَ الْعَصْرِ وَرَبَّهَا جَمَعَتْ
بُورْتِ فَرَمَاتِ هِي، كَمِ انْهَوْنَ نَعْمَ جَعَلَا اَوْ رَمَا
پُر حَانِے كِیْلَے آگَ كِیَا چَانِچَ مِیْنِے اَنْهَیْسِ
عَصْرِ كِی نَازِ پُر حَانِیْ اَوْ كُنْیْ مَرْتَبَہُ جَعْلَ بَیْدَارِیْ كِی سَالَتْ
بِهِ فِی الْيَقَظَةِ۔

میں ان سے ملاقات کا موقع ملا ہے۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے :

عشقِ شبنون نے زدنِ بر لا مکاں
گور را نادیدہ رفتن از جہاں
ایں بدن با جانِ ما انباز نیست
مُشتِ خاکِ مانعِ پرواز نیست

(عشق کیا ہے ؟ دراصل لامکان پر حملہ کرنا ہے اور بغیر قبر کو دیکھے اس جہان سے چلے جانا ہے یہ بدن ہماری جان کا شریک نہیں یہ مٹھی بھر مٹی پر واز کو روک نہیں سکتی)

مولانا رومیؒ نے ثنوی شریف کا حصہ ہفتم فوت ہونے کے بعد خود لکھا ہے

مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد اور خلیفہ تھے آپ کو ثنوی مولانا رومؒ سے بڑی عقیدت و محبت تھی ثنوی مولانا رومؒ پایہ تکمیل تک نہ پہنچی تھی کہ مولانا رومؒ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مفتی صاحب کو اس کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا آپ نے اپنے استاد اور پیر مرشد حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا:

”میرا وہ ثنوی معنوی کے اختتام کو پورا کرنے کا ہے جو قصہ مولانا رومؒ نے ناتمام چھوڑ دیا ہے اگر وہ سنا ہو یا کہیں نظر سے گزرا ہو تو مطلع فرمائیں۔“

حضرت شاہ صاحبؒ نے جواب میں دو آیات کریمہ لکھ کر بھیج دیں کہ انہیں رات کو پڑھ کر خود حضرت مولانا رومؒ سے دریافت کر لو۔ چنانچہ مولانا رومؒ کی زیارت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ دو آیتیں لے کر عصر و مغرب کے درمیان حجرے میں بیٹھا کرو باقی ماندہ حصہ خود بخود قلم سے لکھا جائے گا اس طرح دفتر ہفتم پورا ہوا۔

چنانچہ مولانا کی رُوح نے یہ کام سرانجام دیا اور بقیہ حصہ ثنوی مولانا رومؒ کیوں مکمل ہوا۔ حالاتِ مشایخ کاندھلہ میں ہے کہ حضرت مفتی صاحب کو براہِ راست حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ سے بطریقِ اولیٰ دیت درسی ثنوی کی اجازت حاصل تھی۔

اسی کتاب ”حالاتِ مشایخ کاندھلہ“ میں ہے کہ شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی ثنوی مولانا رومؒ کی سند اور مقبولیت و شہرت کی وجہ یہ ہوئی کہ خود حضرت مولانا

جلال الدین رومیؒ نے اپنے متوسلین کو خواب میں مکہ روم سے مکہ معظمہ پہنچے اور حضرت حاجی صاحبؒ مدوح سے ثنوی کی سند حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

دستِ پیر از غائبان کوتاه نیست

دستِ او جز قبضہ اللہ نیست

روح کی صورت مثالی کی تین صورتیں

پہلی صورت یہ ہے کہ جسدِ مثالی جسدِ عنصری کے مشابہ ہو۔

دوسری صورت یہ ہے کہ روح نے خود عناصر میں تصرف کر کے جسدِ عنصری تیار کر لیا ہو۔

تیسری صورت یہ ہے کہ دنیوی جسد ہی کو لطیف کر کے روح اپنے اوپر اوڑھ لے۔

چنانچہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں وارد ہے کہ وہ اجسامِ عنصری دنیوی

ہی میں زندہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ حَكَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ

أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَخَبَّرَ اللَّهُ حُجَّيْئُ بْنُ قُذَافَةَ

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے

ملاقاتِ ارواح کے متعلق میرے ذاتی مشاہدے

ستید و مرشدی فقیر نور محمد صاحبِ قدس سرہ نے مجھے دعوتِ القبور کا عمل اپنی معیت

میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر شروع کرایا چونکہ روحانی طور پر میری یہ

ملاقات سب سے پہلی تھی اس لیے مجھے خواب کی طرح معاملہ نظر آیا اس کے بعد جس روحانی کی

قبر پر میں نے عمل کیا فوراً ملاقات ہو جاتی تھی اور یہ باطنی روحانی بصیرت جس قدر کھلتی گئی اسی

قدر مشاہدات میں زیادہ ذوق اور یقین میں پختگی ہوتی چلی گئی چنانچہ ابتداء میں ایک دفعہ یہ شیطانی وسوسہ میرے دل و دماغ پر چھا گیا کہ جو کچھ میں کشفی طور پر دیکھتا ہوں کہیں وہ میرے خیالات اور تصورات ہی تو نہیں جو میرے ذہن میں تشکیل ہو کر مسئلہ جو باتے ہیں اور میں انہیں حقیقت سمجھنے لگتا ہوں یہ وسوسہ بڑھتے بڑھتے میرے ذہن پر مسلط ہو گیا اسی دوران اتفاق سے مجھے کوہاٹ جانا پڑا وہاں ایک مشہور بزرگ سید عبداللہ شاہ المعروف حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار تھا ان کی شہرت سن کر میرے دل میں دعوت پڑھنے کا شوق دامن گیر ہوا، چنانچہ دعوت میں اور بھی بہت سے حقائق کھلے جن کا تفصیلی ذکر میری کتاب ”تذکرہ نور“ میں موجود ہے۔

یہاں صرف ایک حصے کا ذکر کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ آپ نے فرمایا: چونکہ آپ ہمارے مہمان ہیں لہذا ہماری چائے کی دعوت قبول فرمائیے اور دو روپے دے دیتے کہ ان کی چائے پی لینا۔ جب مجھے استغراقی کیفیت سے افادہ ہوا تو وہ دو روپے میرے ہاتھ میں موجود تھے چنانچہ میرا وہ شک رفع ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ملاقات خیالی نہیں بلکہ حقیقت ہے ورنہ یہ دو روپے کہاں سے آگئے ہیں۔

چنانچہ سینکڑوں اولیاء اللہ کی قبور پر میں نے دعوت پڑھی اگر ان ملاقاتوں اور ان سے مختلف مسائل پر گفتگو اور فیوض و برکات کا تفصیلی ذکر کروں تو ایک انکسار کتاب بن جائے گی۔ اسی غرض کے لیے میں نے پاکستان بننے کے بعد پاسپورٹ بنوا کر ہندوستان کے کئی سفر اختیار کیے اور بڑے بڑے مشاہیر اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی اور دعوتیں پڑھیں۔ اسی طرح ایران، عراق، شام کا سفر اختیار کیا، بڑی اولوالعزم ہستیوں کے آستانوں پر حاضری دی، دعوت پڑھی اور فیوض و برکات حاصل کیے۔

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

دعوت القبور پڑھنے کا طریقہ اور اس کی تفصیلی بحث میری کتاب ”تذکرہ نور“ میں موجود ہے یہاں اس کی گنجائش نہیں۔

یہاں صرف چند ان ملاقاتوں کا ذکر کرتا ہوں جو مجھے بیداری میں حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے کہ ان کے ذکر کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ میں اپنی علوم و تربت کا اظہار چاہتا ہوں

اور نہ ہی تکبر و خود نمائی مقصود ہے۔

اگر شہرت و خود نمائی کا غوف مجھے لاحق نہ ہوتا تو میں بہت سے مخفی امور اور عجیب و غریب روحانی کیفیات و حقایق کا پردہ چاک کر کے آپ کے سامنے رکھ دیتا لیکن یہاں اس بات کا اظہار صرف اس لیے کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ امر روشن ہو جائے کہ رُوح کے متعلق جن باتوں کا میں نے کتاب میں ذکر کیا ہے وہ صرف علمی ہی نہیں بلکہ نظری طور پر بھی مجھے حاصل ہیں اور مجھے رُوح سے ملاقات کرنے کا عین یقین اور حق یقین کا مرتبہ حاصل ہے۔ میں تمام اصحابِ ذوق کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان حقایق کی آزمائش کریں اور خود حاصل کرنے کی کوشش کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ جو لوگ یہ طاقتیں رکھتے تھے وہ سب گزر گئے اور اب ان چیزوں کا حاصل کرنا دشوار ہے۔

صرف آپ کی ہمت افزائی اور شوق پیدا کرنے کے لیے چند ذاتی واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ مجھے بفضلہ تعالیٰ دوسرے مرتبہ حضرت مولانا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا دیدار پُر انوار بیداری میں حاصل ہوا۔

پہلی مرتبہ مجھے یہ معاملہ اعتکاف کی حالت میں پیش آیا جب میں جامع مسجد چمڑہ منڈی لاہور میں معتکف تھا حضرت سلطان باجوڑ کے سلسلہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے مجھے حضرت مولانا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے بڑی عقیدت و محبت تھی رات کو جب آپ میرے سامنے تشریف لاتے تو میں بیداری کی حالت میں تھا چونکہ اس سے پہلے مجھے باطنی طور پر کئی بار ملاقات کا موقع ملا تھا اس لیے میں نے آپ کو فوراً پہچان لیا اور قدموں پر گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ تشریف لے گئے لیکن اس کا اثر مجھ پر اس قدر ہوا کہ محبت اور پیار کی وجہ سے گریہ طاری ہو گیا۔ شب و روز عجیب و غریب کیفیات طاری رہیں اور یہ شعر بے ساختہ میری زبان پر آ گیا: ۵

علی علی ہے علی کی کوئی مثال نہیں

علی سا دنیا میں کوئی بھی باکمال نہیں

دوسری مرتبہ بھی ماہِ رمضان المبارک میں بحالتِ اعتکاف بیداری میں زیارت سے

مشرّف ہوا۔

دوسرے مرتبہ حضرت فقیر نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیداری میں دیدار نصیب ہوا۔ ایک

مرتبہ دربار پُرانوار حضرت سلطان باہو قدس سرہ پُرکس محرم شریف کے موقع پر ہم سب معتقدین و مرتبین اکٹھے ایک جگہ زمین پر سوتے ہوئے تھے حضرت صاحب کی شروع سے یہ عادت تھی کہ ابتدائے شب سوتے تھے درمیان رات عبادت میں مشغول رہتے اور جب ہم لوگ تہجد کے لیے اُٹھتے تو آپ استراحت فرماتے تھے۔ رات کو میری آنکھ کھلی تو حضور نماز میں ایک طرف مشغول تھے میں نے دماغ پر بہت زور دیا کہ حضور کا تو وصال ہو چکا ہے میں اٹھا اور آگے بڑھ کر آپ کے چہرہ کو غور سے دیکھا بالکل آپ ہی تھے اور مجھے یہ بھی یقین تھا کہ میں بیداری کی حالت میں ہوں اسی حیرانی میں میرا دماغ چکر اگیا میں نے سوچا کہ کسی دوسرے کو بھی دکھاؤں تاکہ تصدیق ہو جائے میں نے اپنے ساتھی کو جگایا کہ جلدی اٹھو میں تمہیں ایک عجیب معاملہ دکھاتا ہوں۔ اس کے اُٹھتے اُٹھتے ہی آپ غائب ہو گئے اور میں اسے نہ دکھا سکا۔

ایک وفد میں نے شام کو دیکھا کہ ہمارے دارالعلوم جامعہ صوفیہ کی مسجد اولیاء کے محراب کے حصہ پر تشریف فرما ہیں چونکہ مسجد ابھی تک چوتھرے کی صورت میں ہے میں ملنے کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے اپنا رومال کندھے پر ڈالا اور نہر کی طرف چل دیئے اور پل پر پہنچ گئے آپ کا لباس بعینہ اسی طرح کا تھا جیسے ظاہری زندگی میں ہوا کرتا تھا میں نے تیزی سے قدم اٹھائے اور پل کے پاس پہنچا تو آپ غائب ہو گئے البتہ اس رات خوشبو اس قدر فراوانی سے آتی رہی جسے تمام طلبائے جامعہ صوفیہ اور دیگر حضرات نے پوری طرح محسوس کیا اور اس بات کی تصدیق کی کہ یہ خوشبو آج بالکل نئی ہے اور کوئی خوشبو دار چیز بھی وہاں موجود نہ تھی خاص طور پر محراب کی طرف سے خوشبو کے جھونکے آتے اور مشام دماغ کو معطر و مغرب کرتے چلے جاتے۔

پاکستان بننے کے بعد ایک مرتبہ میں دہلی گیا اور حضرت سلطان الشایخ محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے مزار شریف پر حاضری دی آپ کے عرس شریف کا موقع تھا اس لیے دعوت نہ پڑھ سکا کیونکہ ساری رات لوگوں کا جھوم رہتا تھا میں نے ارادہ کیا کہ عرس شریف کے بعد دعوت پڑھ کر ملاقات کر کے واپس جاتوں گا۔

چنانچہ جب عرس کے دو دن بعد رات کو میں نے دعوت پڑھی اور آپ کی ملاقات نہ ہوئی تو میں یہ سمجھا کہ شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں کیونکہ عرس کے موقع پر میرے دل میں دو باتوں پر بڑی

کڑھن پیدا ہوتی رہی ایک یہ کہ وہاں لوگ سجدہ تعظیمی بہت کرتے تھے اور مجھے یہ بہت بُرا معلوم ہوتا تھا۔
 دوسرا قوالیوں کی اس قدر بہتات تھی کہ لوگ سب قوالیوں میں مشغول رہتے اور نماز کی طرف بہت کم
 آتے پھر مسجد بھی چونکہ مزار سے بالکل ملتی تھی اس لیے نماز پڑھتے ہوئے بھی قوالیوں کا شور و غل
 کانوں میں پڑتا اور مجھے بہت دکھ ہوتا۔

میں یہ سمجھا کہ شاید میری دونوں باتیں آپ پر تکلف ہو گئی ہیں اور آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں
 اس لیے مجھے زیارت سے محروم رکھا ہے میں نے دل ہی میں تو یہ کہی کہ جو کچھ آپ کے سلسلہ میں ہے
 درست ہے میری ناقص عقل ان کو نہیں سمجھ سکتی۔

دوسرے روز پھر دعوت پڑھی پھر بھی حضوری نہ ہو سکی پھر خیال آیا کہ مٹا دیر سے اندر
 کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے سارا دن استغفار پڑھتا رہا اور اپنے پروردگار کی طرف توجہ کر کے استدعا
 کرتا رہا کہ میرے اندر وہی نقص کو درست فرمادیں۔

تیسری شب جب میں نے دعوت پڑھی اور کچھ نظر آیا تو ایک شیطانی دوسو سہ پیدا ہو گیا
 کہ خواجہ صاحب کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں محض افسانوی حیثیت رکھتی ہیں ہندوستانیوں نے
 خواہ مخواہ آپ کو بڑا ولی بنا دیا ہے حالانکہ آپ کچھ بھی نہیں معاذ اللہ۔

بس ان خیالات کا آنا تھا کہ میں ناراض ہو کر روضہ شریف سے باہر نکلے لگا۔ روضہ کی
 دہلیز پر قدم رکھا تو مجھے بجلی کی طرح کا ایک کرنٹ لگا میں نے چیخے مڑ کر دیکھا کہ حضرت سلطان الشیخ
 بجمہ غفری تشریف فرما ہیں چہرے سے نور کی شمعیں نکل رہی ہیں اور آپ مسکرا رہے ہیں۔ مجھے یہ
 دیکھ کر وجد طاری ہو گیا اور بے خودی کے عالم میں میں نے آپ کو سجدہ بھی کر دیا حالانکہ بعد میں میں نے
 توبہ بھی کی کہ سجدہ تعظیمی میرے نزدیک کسی کو بھی جائز نہیں ہے تاہم اس وقت ایسی ہی حالت ہو گئی تھی
 آپ نے بے شمار فیض و برکات سے نوازا اور میری حاضری قبول فرمائی۔

صرف ان مشاہدات پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو دائمی حضوری
 نصیب فرمائے۔ آمین۔

دعوت الارواح کی مجالس میں شریک ہونے والے صوفی کچے لیے ضروری ہدایات

۱۔ گناہ سے توبہ سے گزشتہ زمانے میں کیے ہوئے گناہوں سے سچی توبہ کرے اور آئندہ گناہ
آئندہ وہ گناہ نہیں کرے گا کیونکہ روح کی قوت پیدا کرنے کے لیے تمام فکری، ذہنی اور عملی آلاتوں سے
پاک ہونا ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ سے رابطہ پیدا کرنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان گناہ چھوڑ دے
جھوٹ، فریب، فحش کاری، بددیانتی، بے رحمی، دعوت، لالچ اور دیگر ذہنی کو ترک کر دے،
بلکہ اعمال و خیالات میں پاکیزگی پیدا کرے اسی طرح روح سے رابطہ پیدا کرنے کے لیے بھی ضروری ہے
کہ وہ اخلاقِ رذیلہ سے پاک و صاف ہو۔

۲۔ پابندیِ امین۔ روح کی عظمت کا راز اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خواہش میں ڈھل
جائیں عبادت، پاکیزگی اور تقویٰ کو اپنا شعار بنالیں۔ کینہ، کدورت،
حرص اور دیگر جذباتِ سفلی کو یکسر چھوڑ دیں خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کا نام عبادت ہے
غذا کے بغیر جسم خاکی مڑھ جاتا ہے اور نیکی و طاعت کے بغیر جسمِ طیف ختم ہو جاتا ہے، فرائض
اور واجبات تو بہت ضروری چیزیں ہیں حضور علیہ السلام کی پوری زندگی میں ڈھل جانے کا نام طاعت
ہر سنت اور ہر مستحب کی پابندی کرنا اور افعال و اقوال و احوال محمدیؐ کو زندگی کا اہم جز و قرار
دینا ہی صحیح پابندیِ امین ہے۔

ہست یفروع التصوف ذات او
اولیاء باشند از آیات او
ما التصوف ؟ روح افعال رسول
محویت در ستر احوال رسول

۳۔ غذا کا حلال اور پاکیزہ ہونا اکثر لوگ جب ورد و وظائف اور اعمال و اشغال کی
پابندی کرتے ہیں اور بہت مدت تک انہیں کچھ حاصل

نہیں ہوتا تو وہ یہ سمجھ کر کہ ان اور اہل میں کچھ نہیں ترک کر دیتے ہیں حالانکہ خود ان میں ایسا نقص ہوتا ہے جس کی طرف وہ دھیان ہی نہیں دیتے وہ رزقِ حلال کا حصول ہے کیونکہ رزقِ حلال اس راہ میں بہت اہم ہے۔ ساکب پر واجب ہے کہ وہ مشتبہات سے بھی پرہیز کرے چہ جائیکہ حرام کھائے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت حضورؐ کے سامنے پڑھی گئی تو سعد بن ابی وقاصؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ حضور میرے حق میں دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے سعد! رزقِ حلال کھاؤ مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے انسان جب لقمہ حرام پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا اور جس انسان کا گوشت حرام غذا سے بنا ہو اس کے لیے آگ ہی بہتر ہے۔

اس لیے اعمال کی جان اور قوت کا انحصار رزقِ حلال پر ہے۔ رزقِ حلال پر ہے۔ رزقِ حلال میسر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے اعمال رو کر دیئے جاتے ہیں مقبولیتِ اعمال کے لیے ضروری ہے کہ رزقِ حلال تلاش کیا جائے خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو اور مشتبہات سے بھی بچنے کی کوشش کی جائے۔

اس روحانی علم کو حاصل کرنے کا مقصد صرف رضا نے الہی ہو یا روحانی غذا ہم۔ خلوصِ نیت سمجھ کر اُسے حاصل کرنے کا شوق ہو اور کسی قسم کی خواہش دل میں نہ رکھے ورنہ کامیابی خصل ہے یہاں تک کہ پیر بننے اور لوگوں کو مرید کرنے کی خواہش بھی دل میں نہ لائے طلب ریاست ایک بہت بڑا حجاب ہے۔ قربِ الہی حاصل کرنے کے سوا اور کوئی ارادہ دل میں نہ رکھے یہاں تک کہ عذاب و ثواب، جنت و دوزخ اور حور و قصور، شہرت و عظمت غرضیکہ ہر نفسانی خواہش سے محبت ہو کر صرف وصالِ الہی اور لقائے الہی کی تمار کے یہ خلوص ہر عمل کی جڑ ہے اس کے بغیر مدتوں تک محنت، ریاضت کرتے رہنا بیکار ہو جاتا ہے۔

زاہد کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبی بھی چھوڑے

ہاں اگر یہ ارادہ ہو کہ روحانی قوت حاصل کر کے کسی ذاتی اور نفسانی اغراض کے بغیر اسلام کی خدمت کروں گا ملک و ملت کی بہبودی کے لیے کوشاں رہوں گا اور مخلوق کی بھلائی کے لیے خدمتِ خلق کو شمار بناؤں گا تو حرج نہیں ہے

دعوتِ الارواح کی مجالس میں شرکت کے لیے چند مشقیں

عمل نمبر ۱: — مشقِ یکسوئی قلب

مشقِ یکسوئی قلب کے لیے تصور اسم ذات نہایت قوی عمل ہے اور اس کو اس معاملہ میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔

ایک گول قسم کا ڈبہ جس پر اسم ذات لکھا ہوا ہو اپنے سامنے رکھ لیں جسم کو بالکل طریقِ کار ڈھیلا چھوڑ دیں گویا جسم میں جان ہی باقی نہیں اگر یہ چیز بیٹھنے سے میسر نہ ہو تو بیشک لیٹ جائیں یا کسی آرام دہ چیز سے تکیہ لگا لیں جب جسم، دماغ اور دل کو پورا سکون حاصل ہو جائے اس ڈبہ پر لکھے ہوئے اسم ذات کی طرف دیکھنا شروع کریں جہاں تک ممکن ہو آنکھ نہ جھپکیں چارپانچ منٹ میں اس محویت کی حالت میں تم پر غنودگی سی طاری ہونے لگے گی گویا تمہارا دماغ نیم خبری کی قبولیت پر آمادگی ظاہر کر رہا ہے اس حالت میں پاسِ انفاس بھی جاری رکھیں تو مزید فائدہ ہوگا لیکن اگر تمہاری یکسوئی میں فرق آئے تو صرف تصور اسم ذات ہی کافی ہے۔

دورانِ مشق اُونگھنا یا سوجانا سنت مضر ہے اگر نیند آجائے تو مشق دو جب سُستی دور ہو جائے اور کسی قسم کی گھبراہٹ، اُونگھ اور نیند نہ ہو تب مشق کرو۔ اپنی مشق کو روزانہ بڑھاؤ اور کبھی ناند نہ کرو کیونکہ ناند ہونا عمل کے لیے نقصان دہ ہے ایک وقت مقرر کر لو، روزانہ اسی وقت بیٹھو مشق کو بڑھاتے جاؤ اگر پہلے روز پانچ منٹ کی ہے تو ہر روز ایک منٹ زیادہ کرتے جاؤ۔

اس طریقہ میں اجتماعِ خیالات، تصور، یکسوئی قلب سے روحانی قوت حاصل ہوگی۔

یہ مشق اس وقت تک کریں جب آنکھیں بند کرنے کے بعد وہ تصور اسی طرح قائم رہے اس کے بعد اندھیرے میں جا کر آنکھیں بند کر کے مشقِ تصور وجودی کریں یعنی یہی اسم ذات جس کو تم ظاہری آنکھوں میں مجاہدے ہو اُسے آنکھیں بند کر کے ہر اعضاء پر تصور کریں قریباً ایک گھنٹہ تک

- اس مشق کو جاری رکھیں سوتے وقت بھی اسی مشق کو کرتے کرتے سوجائیں اس سے بہت فائدہ ہوگا۔
- ۱۔ چونکہ یہاں رُوح سے ملاقات کرنے کا مقصد پیش نظر ہے اس لیے سب سے پہلے اپنی رُوح کو قومی کر کے اس مقام تک پہنچائیں کہ تعلیمات بشری دُور ہوں اور رُوح جسم پر غالب ہو جائے بشریت نور میں بدل جائے چونکہ رُوح نوری ہے اور جب تک اس کی جنس تبدیل نہ ہو، رُوح سے ملاقات مشکل ہے اس لیے اس مشق سے جسم کو نوری بنانے کا فائدہ حاصل ہوگا اور رُوح کو اپنی گرفت میں لانے کی قوت پیدا ہوگی اس مشق سے پوشیدہ باتیں جاننے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ آدمی روشن ضمیر اور غیر معمولی عقلمند ہو جاتا ہے، عالم ملکوت کا راستہ کھل جاتا ہے اور ارواح سے ملنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔
- ۲۔ اور کسی چیز کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اس پر حاوی ہو کر اس کو اپنی طرف کھینچنے کی قوت پیدا ہو جائے گی۔

تصور کے مکمل ہو جانے کا عملی تجربہ

- ۱۔ کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کی گردن کے کچلے حصے پر ثوب اچھی طرح ٹھکی لگاؤ اور اپنے دل میں مضبوط ارادہ کرو کہ وہ شخص مرکز تمہاری طرف دیکھے۔ ایسا کرنے سے وہ شخص ضرور آپ کی طرف دیکھے گا بس تصور کا عمل مکمل ہو گیا۔
- ۲۔ اپنی آنکھوں کو بند کر لو اور اپنے دوست یا رشتہ دار کا خیالی نقشہ اپنی آنکھوں میں جماؤ بالکل صاف دکھائی دینے لگے تو آپ اُسے خیالات ہی میں ٹھکانا نہ لب ولہجہ میں حکم دیں کہ وہ فلاں وقت تم سے ملے یا آپ کا فلاں کام کرے ایسا کرنے سے وہ ضرور آپ کا حکم بجالائے گا آپ کی حسبِ غشاء کام سرانجام دے گا۔
- ۳۔ زمین کے اوپر ایک بڑا سدا ترہ باندھو اس کے اندر کسی کیڑے مکوڑے کو چھوڑ دو۔ اب آپ اس کی ٹھکی باندھو اور تصور کر کے دل میں مضبوط ارادہ رکھو کہ یہ کیڑا دائرہ سے باہر نہیں جائے گا۔ اگر آپ کا ارادہ اور تصور مضبوط ہے تو یقیناً وہ کیڑا چکر سے باہر نہیں جائے گا۔
- جب یہ حالت ہو جائے کہ آنکھیں بند کر کے جسے چاہیں تصور میں خوب روشن اور واضح دیکھ

سکیں تو عمل پُورا ہے یہ ایک بہت ہی زبردست عمل ہے اس سے آپ کی معنوی قوت ہزار گنا بڑھ جائے گی اسی قوت سے آپ کسی بھی رُوح کا تسر کر کے اُسے بلا سکتے ہیں اور اس سے بات چیت کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ قوتِ ارادی کے مضبوط ہونے کی مشق بھی جاری رکھیں کیونکہ وہی قوت گرفتِ کام نہ دے گی۔

عمل نمبر ۲ :- قوتِ ارادی کو مضبوط اور یقین کو محکم کرنے کی مشق

(۱) قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے کے لیے ہر روز گوشہ نشین ہو کر اس بات پر غور و فکر **طریق کار** کرتا رہے کہ مایوسی گناہ ہے اور نا اُمیدی کفر ہے میں مسلمان ہوں میرا خدا کے ساتھ رابطہ اور تعلق ہے وہ مجھ پر مہربان ہے میں اس کا تابعدار بندہ ہوں میں جو بھی ارادہ کروں وہ ضرور پورا ہو گا یہ یونہی نہ کہ وہ میری خواہش کو ٹھکرا دے۔

خدا تعالیٰ گناہوں سے ناراض ہوتا ہے اور گناہوں کی سزا یہ دیتا ہے کہ اس کی کوئی بات نہیں مانتا بلکہ اس کے ہر ارادے کے خلاف کرتا ہے جب میں گناہ نہیں کرتا تو پھر وہ میری بات کیونکر پوری کرے گا قبولیت و دعا کا یقین رکھے اور یہ بھی یقین رکھے کہ نیک آدمی کی ہر جائز و سب ضرور قبول ہوتی ہے بقولہ تعالیٰ:

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ - (۲۴)

(اللہ تعالیٰ ایمان داروں کی دُعا میں مُنفا اور اُن پر زیادہ نوازشات کرتا ہے)

وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ط (۲۵)

(کافروں کی دُعا ادھر ادھر بھٹکتی رہتی ہے)

میں بفضلِ تعالیٰ مسلمان ہوں میں خدا کی ہر بات مانتا ہوں تو وہ میری بات کیونکر نہ ملے گا میں اس کا پیارا بندہ ہوں میں عبادت گزار ہوں میں اس کا ہوں وہ میرا ہے غرضیکہ ذاتِ خداوندی پر پورا بھروسہ کرنا اور اس بات کا مراقبہ کرنا کہ وہ میری ہر بات مانتا ہے یہ مشق قوتِ ارادی کو مضبوط اور یقین کو محکم کرتی ہے۔

۲- مراقبہ و جدی ————— تنزیلاتِ ستہ اسلامی تصوف کی خاص اصطلاح ہے

اس میں اکابر صوفیاء وجود حقیقی کی پہلی تہ کی کو "حقیقتِ مستدییہ" اور آخری تہ کی کو "حقیقتِ انسانیہ" قرار دیتے ہیں جو تمام مراتب کی جامع ہے وہ فرماتے ہیں کہ انسان لمعانِ وجود حق کا عین ہے اور لمعانِ تعین اس کا غیر ہے اور یہ غیریت اعتباری و اضافی ہے اعتبار کی مثال یہ ہے کہ اگر ہم ایک رسی کے ٹکڑے کو جس کے ایک سرے پر ایک آتشیں گیند بندھی ہو یا تھوہیں لے کر درخت سے گھمائیں تو ایک آتشیں دائرہ نظر آئے گا یہ دائرہ حقیقی نہیں اعتباری ہے اس نظریے کے بموجب انسان چھوٹا سا جسم نہیں بلکہ اس کے اندر عالمِ امر اور عالمِ کون دونوں موجود ہیں اس کے علاوہ رُوح اللہ بھی اس میں موجود ہے کما قال اللہ تعالیٰ:

وَلَقَدْ خُتُّ فِيهِ مِیْنٌ مَّرْجُوۃً -

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بگڑ گوشوں کو تعلیم میں فرمایا تھا:
يَا وَلَدِي فَلَيْسَ بِكَ فَيْدٌ يَكْفِيكَ فَلَيْسَ شَيْءٌ مِّنْ خَاسِرٍ جَاءَ مَقْنَكَ -

(اے فرزند تیری فکر تجھ میں تیرے لیے کافی ہے کیونکہ کوئی شے تجھ سے خارج نہیں)

وَدَاثُكَ فَيْدٌ وَمَا كَشَعُرُ

دَوَاثُكَ مِنْكَ وَلَا تُبْصِرُ

وَتَزْعُمُ أَنَّكَ جِسْمٌ صَغِيرٌ

وَفَيْدُكَ انْطَوَى عَالَمٌ أَكْبَرُ

(تیری بیماری اور تیری دوا تجھ میں ہے لیکن تو نہیں دیکھتا تجھ کو گمان ہے کہ تو

چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر ایک عالمِ اکبر یعنی بہت بڑا جہان پوشا ہوا ہے)

اور حضرت شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں: ہ

تو بمعنی جانِ جُسمِ عالمی ہر دو عالم خود توئی بنگر دے

در حقیقت خود توئی امِ کتاب خودز خود آیاتِ حق را بازیاب

تو بمعنی برتری از انس و جان ہر چہ بینی خود توئی بنگر بیاں

ہر چہ موجود است در عالم توئی وانچہ تو جویائے آنی ہم توئی

اس سلسلہ میں اکابر صوفیاء کے بزرگوں اشعار و ارشادات کتب تصوف میں موجود ہیں لہذا

اس بات پر غور کرے کہ تو وہی ہے تو بڑی چیز ہے تو روح لطیف ہے جو ذاتِ مطلق کی تجلی ہے تو سراپا طاقت ہی طاقت ہے تیرے اندر تمام قوتیں مضمر ہیں تو کائنات پر ہر طرح کا اقتدار رکھتا ہے روحِ اعظم جو اپنے آپ کو انا کہتی ہے وہ انا ہے حقیقی وہی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی انا کو خودی سے تعبیر کیا ہے :۔

نقطہ نور می کہ نام او خودی است

زیر خاکِ ما شرارِ زندگی است

اسی روحِ انسانی کو صوفیائے کرام منظرِ حق اور سرِّ ذات کہتے ہیں۔ مولانا رومیؒ اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں :۔

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود

آب و گلِ راکے ملکِ کدے سجد

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں :۔

وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جے

یہ رنگ و نم یہ لب و آب و ناں کی ہے بیشی

اسی کو مرکزِ وجود یا جوہرِ انسان بھی کہتے ہیں :۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا

تیرے وجود کے مرکز سے دُور رہتا ہے

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں

آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

غرضیکہ انسان بظاہر روحِ قدسی "حق" اور بظاہر جسم و صورت خلق ہے۔ مامِ نظر کے سامنے یہ "ذات" یا "حقیقت" مختلف صفات و تعینات کے پردوں میں چھپ کر آتی ہے اور عشق و محبت کے رشتے بظاہر انہی کے ساتھ اُلجھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت شناس نظریں حقیقت بن کر حقیقت کو دیکھتی ہیں اور اسی سے عشق و محبت کے رشتے قائم رکھتی ہیں صفات و

تعیینات کی غیریت اور ان کے مجاہدات عوام کے لیے ہیں جو حقیقت سے نا آشنا رہتے ہیں حقیقت آشنا کے لیے تو معشوق کی ہر ادا معشوق ہوتی ہے وہ معشوق کی ادا کو معشوق سے الگ کر کے نہیں دیکھتا، جب تک یہ باور کیا جائے کہ عشق رنگ و روپ، خدو خال، پال ڈھال اور ناز و ادا سے ہوتا ہے اس وقت تک عشق، عاشق اور معشوق سب حقیقت سے دور رہیں گے۔

نظر بزلت و رخ و خال نیست عاشق را

تو واقعی کہ سر رشتہ در کجا بند است

غرضیکہ اس مراقبہ وجودی سے انسان کے اندر ایک برقی قوت پیدا ہو جاتی ہے انسان اپنا با خدا کا اتحاد معلوم ہونے لگتا ہے اور آنکھ میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے دور و نزدیک کی چیزوں کو ملاحظہ کر لیتا ہے اور وہ بدن کی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو اسے باوجود تک پہنچا دیتا ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

چنانچہ اس قوت سے جب وہ اپنے اندر باطنی فضاؤں میں ڈوب کر دیکھتا ہے تو اسے بندہ میں خدا نظر آنے لگتا ہے اہل عقل اس کے دیکھنے کو حقیقت پر مبنی سمجھیں یا غلطی پر محمول کریں اسے حقیقت مبنی کہیں یا دھوکا، بہر حال اس کی قوت ارادی اتنی پختہ اور اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ اگر کسی کام کا ارادہ کر لے اور کہہ دے کہ یہ ضرور ہو گا وہ ہو کر رہے گا۔

تجربہ

(۱) ابتدائی طور پر قوت ارادی (ول پاور) کا تجربہ کرنے کے لیے کہ مضبوط ہے یا نہیں، ایسا کریں کہ مٹی کے دو پیالے لے لیں ایک ہی وقت میں جو کہ دانے بو دیجئے جب ان کے پودے ایک ایک گئے قریب ہو جائیں تو دونوں پیالوں پر آدو رب کے نشان لگا دیجئے اب صبح کے وقت روزانہ ایک ہی وقت پر آدو رب کو بائیں جانب بالمقابل قریب قریب رکھ کر دونوں پر بلاناغہ اس طرح عمل کرو:

پیالہ آدو رب پر خوب نظر جماؤ اور قوت ارادی کو ان پر اس طرح ڈالو کہ آدو رب کی نسبت

تصوّر کرو اور دل میں دُہراؤ "اس کے پودے بڑھ رہے ہیں" اور ب کی نسبت تصوّر کرو اس کے پودے چھوٹے ہو رہے ہیں، ہر روز پندرہ منٹ تک یہ عمل کریں آپ دیکھیں گے کہ ق کے پودے ب کی نسبت بڑے ہوں گے۔

(۲) ایک باریک سُوتی لو اور اس کے درمیان ایک دھاگہ اس طرح باندھو کہ جب اس کو اٹھایا جائے تو توازن کی مانند اس کا وزن دونوں طرف برابر ہو، اب اس کو ایک تنہا کمرہ کی دیوار کے ساتھ کیل گاڑ کر باندھ دیں یاد رہے کہ اس کمرہ میں ہوا کا گزرنہ ہو اور ٹلکتی ہوئی دیوار کے ساتھ نہ لگے۔ اب تم اس کے مقابل دوزانو بیٹھ جاؤ سانس اس طرح لو کہ سُوتی نہ بے اب دائیں ہاتھ کی انگلیاں اٹھی کر کے سُوتی کے قریب لے جاؤ احتیاط رکھو کہ انگلیاں ساتھ نہ لگیں اب تم آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ کو پیچھے ہٹاتے جاؤ اور دل میں ارادے کو پکا کرو کہ سُوتی انگلیوں کی طرف کھینچی آرہی ہے روزانہ یہ عمل کرو چند دن تک اگر ہاتھ کے ساتھ سُوتی چلی آئے اور پیچھے ہاتھ کرنے سے پیچھے چلی جائے تو سمجھو کہ تمہاری قوت ارادی کافی مضبوط ہے۔

قوت ارادی کو معلوم کرنے کے لیے یہ طریقے ابتدائی ہیں ورنہ قوت ارادی کی مضبوطی کا تو انسان کو روزمرہ کے کاموں سے بھی چل جاتا ہے کیونکہ وہ جب کسی کام کو پوری نیت سے شروع کر دیتا ہے وہ ضرور ہو جاتا ہے اسی قوت ارادی کی مضبوطی سے رُوح کو بلایا جاسکتا ہے تصور کی قوت مضبوطی سے پکڑ لے گی اور قوت ارادی اسے کھینچ کر سامنے لے آئے گی۔

عمل نمبر ۳ :- لطیفہ خفی کو کھولنے کے طریقے

لطیفہ خفی کا مقام دو ابروؤں کے درمیان مجمع النور کے مقام پر ہے جس طرح ناسوتی چیزوں کو دیکھنے کے لیے آنکھ کام دیتی ہے یہ مقام باطنی اور روحانی چیزوں کو دیکھنے کا آلہ ہے جب دونوں آنکھیں بند کر کے اس مقام کے روزن سے جھانکیں گے تو آپ کو رُوح، ملائکہ اور دیگر باطنی اشیاء نظر آنے لگیں گی رُوح کو آپ کھینچ کر لے آئے اگر وہ نظر نہ آئے تو آپ اس سے استفادہ نہیں کر سکیں گے نیز صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ شیطان کا بیڈ کو اڑ مقام نفس ہے جہاں سے وہ وسوسوں کو اندر داخل کرتا ہے گویا عالم ناسوت کا دروازہ مقام نفس ہے۔

اسی طرح جب عالم بالا کی تجلیات و واردات کا نزول ہوتا ہے تو وہ مقام لطیفہ خفی سے جسم انسانی میں داخل ہوتی ہیں ملائکہ کی فرانیت اور الہامی الفاظ بھی اسی راستے سے قلب و روح پر نازل ہوتے ہیں اس لیے چونکہ روح عالم ملکوت کی چیز ہے اس سے ملاقات کرنے کے لیے اس راستے کو کھولنا پڑتا ہے اور مقام نفس کو بند کرنا پڑتا ہے تاکہ شیاطین اور ہزار و فیروان پاکیزہ اور مقدس روحوں کی ملاقات میں دخل اندازی کر کے غلط باتیں شامل نہ کر دیں۔

مقام نفس کو بند کرنے کے لیے زیر ناف تصور اسم ذات کریں وہ مقفل کر دیا جائے گا اور لطیفہ خفی کو کھولنے کے لیے تین طریقے میرے تجربہ میں آئے ہیں جو سرلیع الاثر اور تھوڑے وقت میں مکمل کیے جاسکتے ہیں:

- ۱۔ ایک بڑا آئینہ لوجس میں گردن تک چہرہ نظر آئے آئینہ کو جنوبی دیوار سے لٹکا دیں اور شمال کی جانب موم بتی رکھیں تاکہ آپ کی شکل آئینہ میں نظر آئے لیکن موم بتی کی نو نظر نہ لے مقام خفی پر مٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کریں اور ساتھ ہی ساتھ پائیس انفاس سے اللہ کا ورد جاری رکھیں دیکھتے دیکھتے ایسے مستغرق ہو جائیں کہ اپنا چہرہ نظر نہ آئے تو لطیفہ خفی چند دنوں میں کھل جائے گا کبھی ایسا ہو گا کہ اس استغراقی کیفیت میں آپ کو ایک بار ناظر آئے گا جس میں ایک حوض ہو گا۔ چاروں کونوں پر چار مسیب شکلوں کے آدمی تلواریں لیے کھڑے ہوں گے پھر وہ حملہ آور ہوں گے آپ گھبرا ئیں نہیں اللہ کا ورد جاری رکھیں تو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے آخر کار ایک بزرگوار سے ملاقات ہوگی جو تمہیں لے جا کر تمام نظارہ ہائے باطنی دکھائے گا یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ آپ کا لطیفہ خفی کھل گیا ہے۔
- ۲۔ اسی طرح کا ایک بڑا آئینہ لیں جس میں عکس کی باتیں آنکھ کی پتلی کو نظر کا مرکز بنائیں اور کیسوٹی قلب سے تو ج کریں کہ تمہاری آنکھوں سے متنائیں نکل کر عکس کی پتلی کے ذریعہ تمہارے دل و دماغ پر اثر کر رہی ہے اور آپ ابھی ابھی بے ہوش ہو اچاہتے ہیں ہر روز نصف گھنٹہ تک یہ مشق جاری رکھیں اس سے آپ پر نیم بے ہوشی کی حالت طاری ہو جائے گی لیکن اس بے خبری میں آپ کو کوئی نہ جگائے اس میں خود بخود جاگنا ہی عمل کے لیے مفید ہے اس مقصد کے لیے تنہائی کی ضرورت ہے مکان میں ایک علیحدہ جگہ منتخب کریں مکھن، دودھ

زیادہ استعمال کریں کیونکہ اس عمل سے گرمی خشکی بڑھ جاتی ہے۔

۳۔ ایک عمل پُرانے بزرگوں کا تجربہ ہے یہ بھی کسی حد تک مفید ہے۔ ہر روز عیسیدہ جگہ میں بیٹھ کر بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے تمام خفی کی جگہ کو آہستہ آہستہ مستے رہیں تاکہ آپ کی تمام تر توجہات اس مقام پر مرکوز ہو جائیں۔ یہ مشق کرتے کرتے سو جائیں خواب کے اندر ایک بانٹ نظر آنے لگا اور اس میں چند لوگ بندوقوں سے مسلح نظر آئیں گے اگر وہ حملہ کر دیں تو گھبرائیں نہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے اللہ کا دروکر کے ان کی طرف دم کر دیں پھر ایک پیر مڑے گا جو آپ کی اس مشکل کو حل کر دے گا۔

عمل نمبر ۴ : یکسوئی یا توجہ کامل

اگرچہ تصور میں بھی یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے لیکن آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ تصور بھی صحیح کر رہے ہوں گے لیکن ایک خیالی قوت کہیں دوسری طرف گھوم رہی ہوگی یکسوئی میں اسی خیالی قوت کو ایک جگہ مرکوز کرنا مقصود ہوتا ہے یہ بھی ایک عظیم قوت ہے اسے اسم اعظم کی قوت سمجھیں یا خدائی قوت کا اعلیٰ نمونہ تصور کریں یہ قوت آپ کو رومانی مشکلات کے وقت کام آنے لگی، خاص طور پر روح سے اکتساب فیض کے لیے یہی قوت استعمال میں لانی پڑتی ہے اسی قوت سے انسان کتنی کا فیض سلب کر سکتا ہے۔

سب سے پہلے آپ نے تصور کی قوت سے رومانی کو جکڑ لیا اور قوت ارادی سے کھینچ کر پاس لے آئے اب اگر اس سے حصول فیض نہ ہوا تو آپ کی ساری محنت رائیگاں چلی جائے گی، اس لیے اگر رومانی خود بخود فیض عنایت کر دے تو فہماور نہ اسی قوت یکسوئی اور توجہ کامل سے آپ اس سے فیض سلب کریں۔

یکسوئی پیدا کرنے کے طریقے

ایک الگ کمرہ میں وضو کر کے بیٹھ جائیں گھڑی یا کلاک کو ایسی جگہ رکھیں جہاں وہ مشق نمبر ۱ پر تمہیں نظر نہ آنے صرف اس کی ٹپک ٹپک کی آواز سنانی دیتی ہے اب دنیوی

خیالات کو دل سے مٹا دو آنکھیں بند کر لو دنیا سے بخیر ہو کر گھڑی کی آواز پر اپنی توجہ لگا دو اور اس کی ٹمک ٹمک کے ساتھ ذکر پاس انفاس شروع کر دو ایک گھنٹہ روزانہ جاری رکھو چند دن کے بعد قلب کے اندر سے ایک آواز ٹمک ٹمک کی سنائی دے گی یا اللہ کی آواز سنائی دے گی۔ اب گھڑی کی آواز کی بجائے اس پر اپنی توجہ مرکوز کر دو کچھ دن اس طرح مشق کرو اب آپ کا دل ڈاکر ہو گا اور آپ اس کے سامع ہوں گے۔

کچھ روز کے بعد سلطان الاذکار شروع کریں یعنی اس آواز کے ساتھ ہر بُن مو کو ذکر میں شامل کر لیں یوں محسوس کریں کہ جب آپ دائیں طرف اللہ کہتے ہیں تو تمام بال کھڑے ہو گئے ہیں اور جب بائیں طرف ہو گئے ہیں تو سب بال اپنی اپنی جگہ پر لیٹ گئے ہیں اس طرح جسم کا ایک ایک بال ڈاکر بن جائے گا۔

اس سے ایک تو یکسوئی کا فائدہ حاصل ہو گا اور دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ کثافت و غلط فائدہ بشری دُھل جائے گی اور آپ کا جسم نور ہی نور بن جائے گا اور ملکوتی صفات کا حامل ہو جائے گا اب عالم ارواح کی چیز روح سے ملاقات کرنے اور بات چیت کرنے کے لیے آپ کو آسانی ہو گی اور پھر دن بدن اس شغل کو جاری رکھنے سے ایک عظیم روحانی قوت آپ کو حاصل ہو گی جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

مشق نمبر ۲ اگر آپ گھڑی یا کلاک حاصل نہیں کر سکتے تو ایک موٹے دانوں والی تیسچ حاصل کر لیں جو بہت لمبی نہ ہو اور نہ ہی اس میں دانوں کے ختم ہونے کی حد رکھیں دُھ بالکل گول چلتی رہے علیحدگی میں بادلو ہو کر اس کے دانوں کو اس طرح پھیریں کہ ٹمک ٹمک کی آواز آنے لگے اب اس آواز پر توجہ لگا دیں۔ باقی تمام طریقہ مشق نمبر ۱ کا جاری رکھیں ان شاء اللہ یکسوئی سے ایک عظیم روحانی قوت آپ کو حاصل ہو گی جس سے آپ اپنے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی محسوس کریں گے آپ کو یوں معلوم ہو گا کہ آپ ولی کامل بن گئے ہیں لیکن یہ منزل آپ کے امتحان کی ہے وہ یہ کہ آپ غرور نہ کریں ورنہ سب کیا کرایا خاک میں مل جائے گا۔

تجربات

تجربہ نمبر ۱ اب دو چیزوں کا تجربہ تمہارے پیشِ نظر ہے وہ یہ کہ کسی سے کچھ سلب کرنا یا کسی میں کچھ داخل کرنا یہ دونوں قوتیں تمہیں حاصل ہیں لہذا پہلے سلب کرنے کا تجربہ کرو ایک گلاب میں گلاب کا پھول لگا ہوا ہو وہ حاصل کریں اب اس پھول پر اپنی روحانی قوت سے اس طرح عمل شروع کریں:

۱۔ روحِ نباتی جو تمہاری زندگی ہے جس کی بدولت تم تروتازہ اور سرسبز دکھائی دیتے ہو میں اُسے اپنی آنکھوں کے ذریعہ کھینچ رہا ہوں۔

۲۔ تمہاری زندگی میری آنکھوں میں کھینچ کر جمع ہو رہی ہے اور تم خشک ہوتے جا رہے ہو۔

۳۔ تمہاری شہاداتی اور تازگی کا فور ہو رہی ہے اور تم ایک خشک پھول ہو، چنانچہ وہ پھول ایک دو دن میں خشک ہو جائے گا اس طرح سمجھو کہ آپ سلب کرنے پر قادر ہیں۔

تجربہ نمبر ۲ کسی مریض پر تجربہ کر لیں عاملِ ساکب مریض کے مرض کو اپنی ذات میں تصور کرے یعنی اس کی بیماری کو کھینچ کر اپنے اور اجتماعِ خاطر سے طاری کرے کہ جو اس مریض کو مرض ہے وہ میرے اندر ہے یہاں تک پختہ تصور جمائے کہ کوئی دوسرا خطہ اس کے دل میں نہ آنے پائے تو فوراً مریض کا مرض سلب ہو جائے گا پھر اپنے اندر سے اس مرض کو باہر پھینک دینے اور خارج کر دینے کا تصور جمائے ورنہ وہ خود اس مرض میں مبتلا ہو جائے گا۔

یا پہلے سے ہی یہ تصور کرے اور اجتماعِ خیال سے اس مرض کو تصورِ خیالی یا صورتِ مثالی کے ساتھ تصور کر کے اسی مریض سے کھینچ کر باہر کر دے۔ اس طریقے سے بھی مرض سلب ہو جائیگا۔ کسی درد کو بھی اسی طرح دور کیا جاسکتا ہے بہر حال اس کو کبھی کبھی بوقتِ ضرورت استعمال کیا جاسکتا ہے اسے پیشہ نہیں بنانا چاہئے۔

تجربہ نمبر ۳ اب یہ دیکھنا چاہو کہ میں اس قوت سے کسی کے اندر کوئی چیز داخل بھی کر سکتا ہوں تو اس طرح تجربہ کریں۔ پانی کے بھرے ہوئے گلاس میں کسی کیڑے یا مکھی کو کپڑا کر ڈال دیں مگر اس کا کوئی عضو نہ ٹوٹے اب اس انتظار میں رہو کہ

وہ ڈوب کر مر جائے اس میں کوئی حرکت باقی نہ رہے وہ بالکل سرد ہو جائے اس کے بعد کسی کاغذ یا تکیے سے اسے باہر نکال لو اور سیاہی پوس پر رکھ کر چٹکی بھر اُپلوں کی سرد رکھ اس پر ڈال دیں تاکہ اس کی نمی خشک ہو جائے۔

۱۔ اب اس پر اپنی روحانی قوت سے اس طرح زور لگائو کہ اپنے ہاتھ، روح اور روحانی قوت سے یہ خیال کرو کہ جو روح تمہارے جسم سے نکل چکی ہے میں اُسے دوبارہ تمہارے جسم میں داخل کر رہا ہوں۔

۲۔ تم ابھی زندہ ہوا چاہتے ہو۔

۳۔ روح تمہارے جسم میں داخل ہو رہی ہے۔

۴۔ اب تم بے کرہلے۔

۵۔ اب تم میں حرکت شروع ہوئی۔

اس طریقہ سے مرنے والے اگر زندہ ہو جائے تو سمجھو کہ تمہاری قوت روح حیوانی داخل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

روح کو حاضر کرنے کی مجلس

ایک گول اور ہلکی میز بنو جس کے پائے تین ہوں میز کے اوپر پاک صاف پڑا ڈال دیں۔ اس کپڑے کو قطر لگا کر معطر کر دیں، کچھ خوشبودار پھول میسر ہو سکیں تو وہ بھی میز پر رکھ دیں۔ ایک پاک صاف اور علیحدہ مقام تجویز کریں اگر مکان زیر زمین ہو تو وہ زیادہ موزوں رہے گا وہاں درمیان میں میز رکھ دیں اور بالکل انصراف کر دیں چھ آدمی ایسے تجویز کریں جو مذکورۃ الصدر مشقوں کو کچھ ہوں ان آدمیوں میں پانچ کو ممبر بنالیں اور ایک کو اُن کا امیر یا پریذیڈنٹ بنادیں۔

اب وہ صدر مجلس ان پانچ آدمیوں کو حکم دے کہ وہ دُود و فضل اس طرح پڑھیں کہ سورہ فاتحہ کے بعد سو بار سورہ اخلاص پڑھیں اب صدر انھیں میز کے ارد گرد بیٹھنے کا حکم دے اور خود صاحب صدر اس مجلس کے ارد گرد آیت الکرسی سے حصار کر لے تاکہ کوئی شیطانی، جاتی چیز اور ہزار وغیرہ آکر دھوکہ نہ دے سکے۔ اب اس میز کے ارد گرد بیٹھ کر جس روحانی کو بلانا مقصود ہو اس

روحانی کو ان نوافل کا ایصالِ ثواب کر دیں اول آنفرد و دشریف پڑھ لیں پھر اس میز کے ارد گرد اس طرح بیٹھیں کہ ان کے ہاتھ میز پر رکھے ہوں میز پر ہاتھوں کا دباؤ نہ پڑے، اجسام کو ڈھیلے چھوڑ دیں ہاتھ اس طرح رکھیں کہ ہر ایک ممبر اور صدر کا ہاتھ ایک دوسرے سے لگا ہوا ہو یعنی چھنگلی ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہو اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو بھی ملائے رکھے ہاتھ کی انگلیاں مس کریں لیکن جسم ایک دوسرے سے مس نہ کرے یہاں تک کہ کپڑا بھی ایک کا دوسرے کو نہ لگے۔ اب سب اس روح کا تصور کریں جسے بلانا مقصود ہوا اگر اس کا فوٹو دیکھ چکے ہوں تو پھر آسانی سے تصور جم سکے گا ورنہ اس کے اوصاف یا اس کی قربا اس کے ماحول کا تصور جمائے یا پھر اس کے نام کا تصور کرے اور صدر مجلس سورۃ یسین کی آہستہ آہستہ تلاوت کرے جب سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ شَرَفٍ رَّحِيمٍ ۝ پر پہنچے تو سب ممبر اس آیت کو دہرائیں بار بار پڑھیں اور رُوح کو تصور سے اپنی طرف کھینچیں اور اپنی قوت ارادی سے یوں سمجھیں کہ بس وہ آگئی ہے تھوڑی دیر بعد ممبروں کو اپنے ہاتھوں میں ایک قسم کی سنسناہٹ اور گرمی سی محسوس ہونے لگے گی زبردست خوشبو کا جھونکا مشام دماغ کو معطر کر دے گا یا آپ پر رقت طاری ہو جائے گی آپ کا بے ساختہ رونے کو جی چاہے گا یا آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو جائیگی ذکر جاری ہو جائے گا اگر اس حالت میں حلقہ ٹوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں اگر آپ کو ہوش ہے تو سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبِّ رَحِيمٍ ۝ کا ورد آہستہ آہستہ کرتے رہیں کبھی کبھی میز بھی حرکت میں آجائے گی، آنکھیں بند رکھیں اگر آپ کی ملکوتی نگاہ کام کر رہی ہے تو زیارت نصیب ہوگی۔

اب صدرِ حلقہ اس روحانی سے بات چیت شروع کرے سب سے پہلے یہ مطالبہ کرے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے کہ آپ مجتہد ہو کر ہمیں اپنی شکل و صورت کی زیارت بھی کرا سکتے ہیں لہذا زیارت کرائیے تاکہ حاضرین مجلس کو آپ جیسے روحانی بزرگ کی تشریف آوری کا عین البیقین ہو جائے پھر اس کے بعد فیضِ عنایت کرنے کا مطالبہ کرے کہ آپ نے جو زندگی میں بہت کچھ حاصل کیا ہے اس فیض کی ہم لوگ آپ سے بھیک مانگتے ہیں آپ اپنے فیض کی زکوٰۃ ہی دے دیں۔ اگر کسی صورت سے بھی وہ فیض دینے کے لیے تیار نہ ہو تو اس سے اپنی سلب کرنے والی قوت سے کچھ فیض سلب کر لے جب کام نکل آئے تو رُوح کو واپس جانے کی اجازت دیں امد کہیں کہ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ ان کی تشریف آوری اور اس تکلیف دہی کا شکریہ ادا کریں۔

اگر ان چھ آدمیوں میں سے ایک بھی ناقص ہو تو تمام کام بگاڑ کر رکھ دے گا۔ دورانِ عمل
ڈر اور خوف کو ہرگز پاس نہ لائیں۔

وقتِ اِرادہ کے کچھ اور غیر مستقل مزاج اور انسانی آدمی اس میں قطعاً کامیاب نہیں
ہو سکتے۔

شروع شروع میں اگر کامیابی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں بالآخر آپ ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔
اپنا پرومٹش دیا اپنے سلسلہ کار روحانی پیشوا بہت جلد حاضر ہو سکتا ہے یا جس بزرگ سے
بہت زیادہ عقیدت و محبت ہو وہ فوراً حاضر ہو کر فیض دے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ چند تجرباتی مثالوں کی مماثلت کو پڑھ کر یا طریق کار کی مشابہت کو دیکھ کر یہ خیال
ذکر کریں کہ میں نے سمرانم، ہینا نرزم یا سپر چو نرزم کی نقل اتاری ہے بلکہ یوں سمجھیں کہ مذکورہ تمام ازموں
نے صوفیائے کرام کے مختلف طریقوں، مشقوں اور ریاضتوں کے ایک معمولی سے خاکہ کو نئے رنگ
اور روپ میں پیش کر کے اسے بطور ناشایا کھیل استعمال کر کے لوگوں سے روپے بٹورنے کا ایک
ذریعہ بنالیا ہے حالانکہ صوفیائے کرام نے رُوح کی ان طاقتوں سے بڑے اعلیٰ اور اچھے کام لیے ہیں۔
چونکہ رُوح میں بالیدگی اور قوت پیدا کرنے کے لیے تمام مسلم اور غیر مسلم صوفیوں کے ہاں
طریقہ ایک ہی ہے اس لیے اگر ان میں چند چیزیں مشترک نظر آئیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ رُوح کو
قوی کرنے اور اللہ تعالیٰ سے رابطہ پیدا کرنے کے متعلق تمام نسلِ انسانی کے اہل علم و نظر نے صدیوں
سویا مختلف تجربات کیے اور بالآخر کچھ اصول منضبط کیے جو بلا استثناء ہر جگہ ایک ہی صورتِ طریق کا
میں فرق ہے اسلامی و عیسائی تصوف ہو یا ہندی و بتی یوگا، نسب میں چند چیزیں مشترک نظر
آتی ہیں یعنی پاکیزگی افکار و اعمال، ذاتِ الہی میں محبت کیسوئی، تصور، ذکر و تسبیح، اجتماعِ خلائق
نفس کشی وغیرہ، فرق صرف یہ ہے کہ مسلمان جسم و رُوح دونوں کے بائز تقاضوں کو پورا کرتا ہے
اور ایک یوگی تمام جسمانی و مادی خواہشات کو جھٹک کر کسی غار میں جا بیٹھتا ہے اس افراط و تفریط
کے باوجود صوفی، یوگی روحانی لذات سے براہِ تمتنع ہوتے ہیں جسم لطیف میں پرواز کی طاقت

دونوں کو ملتی ہے حدودِ زمان و مکان کو دونو پھیلا لگ جاتے ہیں دونوں کی نظرِ مجربات و دفا ئن کو دیکھ سکتی ہے لیکن عقاید و اعمال اور منتہائے مقصود اور دائمی وابدی زندگی کے لیے جو نظریہ مسلمان رکھتا ہے وہ غیر مسلموں میں مفقود ہے ۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

اسی طرح رُوح سے فیوض و برکات حاصل کر کے روحانی قوت کو بڑھا کر مسلمان اس سے وہ کام لیتا ہے جو نامور صوفیائے کرام لیتے رہے ہیں مثلاً خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، خواجہ اجیریؒ، حضرت سلطان باہوؒ، بابا فرید گنج شکرؒ، ابوعلی قلندرؒ، داتا گنج بخشؒ وغیرہم ان کے تذکرے موجود ہیں اور بعض کے اقوال اور فرمودات اور اشعار زبانِ خلق پہ جاری ہیں جن سے ان کے نظریات اور خیالات کا اظہار ہوتا ہے اور موجودہ زمانہ کے ماڈرن روحانی ازموں کے عاملین جو کچھ ان روحانی طاقتوں سے حاصل کر رہے ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تمت بالخیر

کتبہ: محمد شریف گل